

مَنْ كُفَّارٌ مُشَابِهَةٌ

ایک شرعی و تحقیقی جائزہ



مفت ناصح بن عبد الباقی العقیل

مَنْ كُفَّارٌ مُشَابِهَةٌ
تَشْبِہ
بِقَوْمٍ
فَعُو
مِنْهُمْ
ہو
جیسا
وہ
ویسا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کفار سے مشابہت

ایک شرعی و تحقیقی جائزہ

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ

جو جیسا وہ ویسا

تالیف : ناصر بن عبدالکریم العقل

اردو ترجمہ: ابوالسامہ محمد طاہر آصف حفظہ اللہ

دارالسلام

پبلیشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹر

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

تقدیم

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى أَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ ،
وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَأَهْلِ طَاعَتِهِ أَجْمَعِينَ : وَبَعْدُ .

زیر نظر رسالہ بعنوان ”مشابہت کفار کی شرعی حیثیت“ دراصل رسالہ (مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ) کا اردو ترجمہ ہے۔ اصل عربی رسالہ معروف اسکا لروڈاکٹر ناصر عبدالکریم العقل کی تالیف ہے، جبکہ اردو ترجمہ کی سعادت ہمارے فاضل بھائی محترم مولانا محمد طاہر آصف رحمۃ اللہ علیہ کے حصہ میں آئی۔ فجزاہم اللہ خیر الجزاء واسعدہم فی الدرسہ۔

کتاب کی فہرست اور چیدہ چیدہ مقامات کے مطالعہ سے میں اس مختصر مگر انتہائی جامع رسالہ کی افادیت و اہمیت کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکا۔ بلکہ آج کے اس پرفتن دور میں اس قسم کے موضوعات پر لکھنے کی اشد ضرورت ہے، کیونکہ یہود و ہنود اپنی بھرپور منصوبہ بندی اور بے انتہاء وسائل کے ساتھ اپنی نجس اور انتہائی زہریلی ثقافت کے ذریعہ مسلمانوں پر عمومی یلغار کر چکے ہیں۔ اور مسلمان اسی ظاہری چمک دمک سے مرعوب نظر آتے ہیں بلکہ اس ثقافت کو اپنانے پر فخر محسوس کرتے ہیں (الَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ)

ہندوستان کے بعض عیار سیاستدانوں نے تو صاف کہہ دیا ہے کہ اب ہمیں پاکستان سے میدان جنگ میں لڑنے کی زحمت نہیں اٹھانی چاہیے اب تو ہم نے اپنی ثقافت پاکستان کے ہر گھر میں پہنچادی ہے اور ایک ایک پاکستانی کے دل پر ہماری ثقافت حکمرانی کر رہی ہے۔

ہندو کی یہ سوچ ہمارے لئے ایک المیہ اور لمحہ فکریہ ہے غیروں کی اقدار، تہذیب و ثقافت اور عقائد و رسوم ہمارے لیے دنیا و آخرت میں مہلک ثابت ہوں گے۔ ذرا تاریخ کے اوراق پلٹئے اور اپنے عروج

وزوال کی داستانیں ملاحظہ کیجئے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا تھا:

نَحْنُ قَوْمٌ أَعَزَّنَا اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ وَإِذَا طَلَبْنَاهُ فِي غَيْرِهِ أَذَلَّنَا اللَّهُ

”ہم وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ساتھ مربوط و منسلک رہنے میں عزت عطا فرمائی ہے، اگر ہم نیا اسلام کے علاوہ کسی دین یا تحریک سے اپنی عزت کی راہیں ڈھونڈنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل کر دے گا۔“

ہم محترم محمد طاہر آصف کے تہہ دل سے ممنون ہیں کہ ایک بڑے مناسب وقت میں اس رسالہ کا ترجمہ کیا اور اسے قارئین تک پہنچانے کا اہتمام کیا۔ ہم اس مسئلہ کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے اس رسالہ کے مطالعہ اور اسے مزید عام کرنے کا مشورہ دیں گے۔ اس مسئلہ کا عقیدہ کے ساتھ بھی گہرا ربط ہے۔ دیگر عادات و تقالید، رہن سہن، کردار و گفتار، اوڑھنا بچھونا، اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، ہر مسئلہ میں استقامت کا راستہ سنت رسول ہی کا راستہ ہے۔ اغیار کی مشابہت میں کوئی خیر و برکت نہیں۔ جبکہ اس کا انجام بھی انتہائی بھیانک ہے۔

آج مسلمان کتاب و سنت کے ساتھ تعلق جوڑ لیں اور کفار کی تقلید و تشبیہ سے اپنے آپ کو بچالیں تو اللہ تعالیٰ ان کے تمام معاملات کو سنوار دے گا۔ (وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ) اللہ تعالیٰ الشیخ ناصر بن عبد الکریم العقل کو اس عظیم تالیف پر اور مولانا محمد طاہر آصف صاحب کو انتہائی واضح اور سلیس ترجمہ پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ ان کی یہ نیکی روز قیامت میزان حسنات کا ذخیرہ بن جائے، اور اس سلسلہ کا نفع عام کر دے۔ اور اس سسکتی اور تڑپتی انسانیت کو تقلید کفر کے چنگل سے نکل کر وحی الہی کا مضبوط و مستحکم سہارا نصیب ہو جائے۔

فضیلۃ الاستاذ الشیخ عبداللہ ناصر رحمائی حفظہ اللہ

امیر جماعت اہل حدیث سندھ

مُتَكَلِّمَات

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَتُوبُ إِلَيْهِ وَنَعُوذُ بِهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا
وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا وَمَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَاشْهَدُ أَنَّ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ، أَلْقَائِل فِي كِتَابِهِ الْكَرِيمِ

﴿وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾ (البقرة ۱۲۰/۲)

”یہ یہودی اور عیسائی اس وقت تک ہرگز آپ سے خوش نہ ہونگے جب تک کہ آپ ان کے طریقے پر نہ چلیں۔“

لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شَبْرًا بِشَبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جَحْرَ ضَبٍّ
تَبِعْتُمُوهُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى ؟ قَالَ فَمَنْ ؟ .

(صحیح البخاری ، کتاب الاعتصام باب قول النبی ﷺ لتتبعن سنن ومن كان قبلکم حدیث : ۷۳۲۰ ، صحیح مسلم ، کتاب العلم باب اتباع سنن اليهود والنصارى : ح ۲۶۶۹)

”تم ضرور اپنے سے پہلے لوگوں کے طور و طریقوں کی اس طرح پیروی کرو گے جس طرح ایک
بالشت دوسری کے برابر ہوتی ہے حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے بل میں گھسے تو تم اس میں بھی ان کے پیچھے لگو گے
۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ یہودی اور عیسائی ہیں ، آپ ﷺ نے فرمایا ، تو اور کون ہیں ؟“۔

”مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ“ (أبوداؤد ، ح : ۴۰۳۱)

”جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔“

برادران اسلام ! مشابہت کفار ایک ایسا اہم ترین موضوع ہے جس پر اسلام نے خاص توجہ دی ہے
اور ہادی برحق علیہ السلام وہ ذات گرامی ہیں جنہوں نے امانت و رسالت کو لوگوں تک پہنچانے اور امت
کی خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا آپ ﷺ نے بھی اکثر مواقع پر مختصر طور پر اور کہیں مکمل

تفصیل کے ساتھ کفار کی مشابہت اختیار کرنے سے خبردار فرمایا۔ اس امت کے مختلف گروہوں نے کفار کی مشابہت اختیار کی اور اسے اختیار کرنے میں یہ لوگ مختلف درجوں میں منقسم نظر آتے ہیں اس معاملے کی سنگینی اور اس سے درپیش خطرات مختلف زمانوں میں مختلف رہے ہیں یقیناً یہ مبالغہ آرائی نہ ہوگی اگر میں یہ کہوں کہ موجودہ دور میں اختیار کی جانے والی مشابہت گزشتہ ادوار سے زیادہ خطرناک ہے۔ اس قدر اہم ہونے کے باوجود بھی یہ موضوع اب تک اہل علم کی خصوصی توجہ سے محروم رہا میرے خیال میں مشابہت کفار کو مکمل وضاحت کے ساتھ بیان کرنا موجودہ دور کے مسلمانوں کی اہم ترین ضرورت ہے جسے پورا کرنا ہر طالب علم کی ذمہ داری ہے چونکہ یہ موضوع بہت وسیع ہے اس لیے میں اس کے چند اہم پہلوؤں کو ہی احاطہ تحریر میں لاؤں گا۔

پہلے ہمیں ان اصول و قواعد کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے جن کا جاننا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ تاکہ عقائد و عبادات اور عادات و معاملات میں مشابہت سے بچا سکے۔

دکتور ناصر بن عبدالکریم العقل حفظہ اللہ

ریاض، سعودی عرب

مشابہت کا مفہوم

لغوی اعتبار سے لفظ ”التشبه“ مشابہت سے ماخوذ ہے اور مشابہت نام ہے مماثلت، نقل، تقلید اور پیروی کا۔ نیز مشابہت سے مراد وہ چیزیں ہیں جو آپس میں ملتی جلتی ہوں لہذا جب یہ کہا جائے کہ فلاں نے فلاں کی مشابہت اختیار کی تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی نقل اور پیروی اختیار کر کے اس جیسا ہو گیا۔ ایسی مشابہت جس میں قرآن و سنت میں ممانعت آئی ہے۔ کفار کے عقائد و عبادات یا ان عادات و اطوار میں مشابہت جو ان کی پہچان ہیں کسی طرح جائز نہیں اسی طرح معاشرے کے غیر صالح افراد سے مشابہت بھی ناجائز ہے اگرچہ بظاہر وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوں۔ جیسے بدکار، فاسق و فاجر اور جہلاء وغیرہ اسی طرح وہ بدگنوار بھی اسی زمرے میں آتے ہیں جن کے دلوں میں ایمان پوری طرح راسخ نہیں ہوا ان کی تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی۔

مشابہت کے باب میں یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ چیزیں مشابہت کے ضمن میں نہیں آتیں جن کا تعلق کفار کے عقائد، عبادات یا عادات وغیرہ سے نہیں یا وہ چیزیں جو ان کی پہچان یا ان کے ساتھ خاص نہیں۔ وہ باتیں بھی جو کسی شرعی حکم کے خلاف نہیں اور نہ ان کے کرنے سے کسی فتنہ و فساد پھیلنے کا ڈر ہے۔

کفار کی مشابہت سے کیوں منع کیا گیا ہے؟

ابتدائی طور پر ہمیں اسلام کا یہ اصول سمجھ لینا چاہیے کہ دین کی بنیاد تسلیم و رضا اور اطاعت پر ہے یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت۔ اطاعت نام ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں کی تصدیق کا۔ اللہ کے احکام کی بجا آوری اور منع کی گئی چیزوں سے اجتناب اور آپ ﷺ کی مکمل

اتباع و پیروی کا جب یہ اصول ہم نے سمجھ لیا تو پھر ایک مسلمان کو چاہیے کہ:

- ہر اس بات کے سامنے سر تسلیم خم کر دے جو رسول مقبول ﷺ کی طرف سے ہو۔
- آپ ﷺ کی اطاعت اور احکام کی تعمیل کرے جن میں سے ایک مشابہت کفار سے اجتناب کا حکم ہے۔

○ جب ایک مسلمان تسلیم و رضا کے مطمئن ہو جائے اللہ تعالیٰ کی بیان کردہ اور عطا کی ہوئی شریعت پر مکمل اعتماد اور کامل یقین کے ساتھ اطاعت بجالائے تو پھر اس کے لیے جائز ہے کہ وہ شرعی احکام کی وجوہات اسباب اور حکمتیں تلاش کرے۔

یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ کفار کی مشابہت سے روکنے کے لیے بہت سارے اسباب ہیں اور ارباب عقل و دانش اور خوش فطرت لوگوں کو ان میں سے اکثر کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔

○ کفار کے تمام اعمال کی بنیاد گمراہی اور فساد پر ہے: کفار کے اعمال کے متعلق یہ ایک طے شدہ اصول ہے کہ ان کے اعمال آپ کو پسند آئیں یا آپ انہیں ناپسند کریں۔ وہ اعمال بظاہر فتنہ انگیز ہوں یا فساد ان کے باطن میں چھپا ہوا ہو۔ ان کے اعمال کی بنیاد بہر حال گمراہی، انحراف اور فساد پر ہی ہے۔ ان کے عقائد ہوں یا عادات و عبادات عام طور اطور ہوں یا جشن و تہوار۔ یہ سب خیر و بھلائی سے یکسر خالی ہیں۔ فرض کریں ان میں کوئی اچھی بات ہو بھی تو ان کے لیے سود مند نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ اس پر اجر و ثواب نہ پاسکیں گے۔ جیسا کہ فرمان ربانی ہے:

﴿وَقَدْ مَنَّا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنْثُورًا﴾ (الفرقان: ۲۳/۲۵)

”اور ہم ان کے اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے جو انہوں نے کیے پس ہم انہیں اڑتی ہوئی خاک کی مانند بنا دیں گے۔“

○ کفار سے مشابہت: یہ چیز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا سبب بننے کے ساتھ

ساتھ اسے مسلمانوں کے صراطِ مستقیم سے ہٹا کر گمراہی کی طرف لے جاتی ہے جس کے متعلق شدید وعید آئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ مَّ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ

مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ (النساء: ۱۱۵)

”جو شخص رسول کی مخالفت کرے اور اہل ایمان کی راہ کو چھوڑ کر کسی اور راہ چلے درآں حالیکہ اس پر ہدایت کی راہ واضح ہو چکی ہے۔ تو ہم اس کو اس طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا اور اسے جہنم میں جھونکیں گے جو بدترین ٹھکانہ ہے۔“

○ مشابہت اختیار کرنے والا اور جس کی مشابہت اختیار کی جا رہی ہے دونوں کے مابین اسی مشابہت کی بنا پر ایک ظاہری مناسبت اور ارادت مندی پیدا ہو جاتی ہے پھر اس سے قلبی میلان اور موافقت کے ساتھ ساتھ قول و عمل کی ہم آہنگی بھی جنم لیتی ہے۔ جبکہ یہ بات ایمان کے منافی ہے جو کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتی۔

○ اکثر اوقات یہی مشابہت، کفار سے دل بستگی کا سامان پیدا کر کے دل میں ان کے لیے پسندیدگی کا جذبہ ابھارتی ہے اور یوں ان کا مذہب، عادات و اطوار، ان کی باطل پرستی اور شرانگیزی حتیٰ کہ ان کی ہر بری بات بھی بھلی لگنے لگتی ہے۔

اس قلبی میلان اور پسندیدگی کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ سنتِ مطہرہ کی اہمیت کم ہو جاتی ہے اور رشد و ہدایت جسے رسول مقبول ﷺ لے کر آئے اور جسے سلفِ صالحین نے اپنا منہج بنایا، تحقیر، ناقدری اور بے توجہی کا شکار ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جس شخص نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی گویا اس نے ان سے موافقت کر لی اور ان کے طور و اطوار اور افعال اسے بھاگئے جبکہ عام حالات میں انسان کو اپنے مخالفین کی کوئی بات یا کام بھی اچھا نہیں لگتا۔

○ یہ مشابہت ہی ہے جو فریقین کے دل میں محبت و مودت، قلبی لگاؤ اور یگانگت کا سبب بنتی ہے۔ ایک مسلمان جب کسی کافر کی پیروی اور نقل کرتا ہے تو وہ یقیناً اپنے دل میں اس کے لیے نرم گوشہ رکھتا ہے یوں ایک طرف اس کا دل غیر مسلموں کی محبت و الفت کی آماجگاہ بن جاتا ہے اور دوسری جانب اس کے دل میں پرہیزگار، متقی اور شرعی احکام کے پابند مسلمانوں کے لیے شدید نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ ایک فطری بات ہے جسے ہر صاحب عقل اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ خاص طور پر جب مشابہت اختیار کرنے والا اجنبیت اور احساس کمتری کا شکار ہو تو یہ شخص جس کی پیروی کرنے کی کوشش کرتا ہے یقیناً اس کی عظمت کا قائل ہونے کے ساتھ ساتھ اس سے محبت و الفت کا جذبہ بھی رکھتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ بھی ہو بلکہ صرف ظاہری شکل و صورت اور عادات و اطوار تک ہی مشابہت وہم آہنگی محدود ہو تب بھی یہ ایک خطرناک صورتحال ہے۔ کیونکہ ظاہری شکل و صورت میں مشابہت باطنی موافقت کا سبب ضرور بنتی ہے۔ اس بات کو ہر وہ شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے جو اس قسم کے عادات و اطوار پر تھوڑا سا غور و فکر کر لے۔

مثال سے یہ بات مزید واضح ہو جائے گی کہ مشابہت اختیار کرنے والوں کے درمیان واقعتاً محبت و الفت اور مناسبت و موافقت پائی جاتی ہے۔ جیسے کوئی اجنبی شخص کسی دوسرے ملک میں اپنے ہم زبان اور ہم لباس کو دیکھے تو وہ ضرور اس وقت اس کے لیے اپنے دل میں محبت و الفت کے جذبات زیادہ محسوس کرے گا بہ نسبت اس کے کہ وہ اسے اپنے ہی ملک میں دیکھتا۔ جب کوئی انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ دوسرا شخص اس کی نقل کر رہا ہے تو اس تقلید کرنے والے کے لیے اس کے دل میں خوشگوار جذبات جنم لیتے ہیں۔ یہ تو ہے عمومی صورت حال مگر اس وقت صورت کیا ہوگی جب کوئی مسلمان کسی کافر کو پسند کرنے کی بنا پر اس کی نقالی اور تقلید کر رہا ہو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی کافر کی نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے تحت الشعور میں رضا و رغبت اور پسندیدگی کے عوامل ہی کارفرما ہوتے ہیں۔ پھر یہی نقل و مشابہت مودت اور محبت کا

ذریعہ بنتی ہے۔ جس کا مشاہدہ ہم اکثر مغرب زدہ اور مغربیت پسند مسلمانوں میں کرتے ہیں۔

○ مشابہت سے ہمیں اس لیے بھی روکا گیا ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی کافر کی مشابہت اختیار کرتا ہے تو یہ مشابہت اسے ذلت و پستی کے گڑھے میں گرا دیتی ہے۔ جہاں وہ احساس کمتری کے ساتھ ساتھ شکست خوردہ بھی دکھائی۔ اس ذلت میں آج اکثر وہ لوگ مبتلا نظر آتے ہیں جو کفار کی تقلید اور نقالی میں لگے ہوئے ہیں۔

بعض اہم اصولوں پر ایک نظر

جن کی بنا پر ہم مذموم اور ممنوعہ مشابہت کا معیار سمجھ سکیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی پاکیزہ اور سچی ترین زبان سے پیشین گوئی فرمائی ہے جو بلاشبہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

”لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ شَبْرًا بِشَبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ“

(بخاری، حدیث ۷۳۲۰، مسلم حدیث ۲۶۶۹)

”تم ضرور اپنے پہلوں کی ہو بہو اس طرح پیروی کرو گے جیسے ایک باشت دوسری باشت کے اور ایک بازو دوسرے بازو کے برابر ہوتا ہے۔“

اس کے علاوہ بھی بہت سی احادیث ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس امت کے کچھ گروہ کفار کی مشابہت میں مبتلا ہو جائیں گے۔ حدیث پاک میں جو ”سنن“ کا لفظ استعمال ہوا ہے علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس میں کفار کے عقائد، عبادات، احکام و عادات، طور و اطوار اور عیدیں اور تہوار سبھی شامل ہیں۔

”الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا“ ہم سے پہلے لوگ۔ اس سے کون مراد ہیں۔

اس سلسلے میں مختلف احادیث میں وضاحت آئی ہے۔ جن کا یہاں ذکر کرنا ضروری نہیں تاہم ان میں

سے بعض کی تفصیل قارئین کی نذر کی جاتی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا ”الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا“ سے مراد اہل فارس اور اہل روم ہیں۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ وہ اہل کتاب ہیں یعنی یہودی اور عیسائی۔ اسی طرح ان سے مراد عمومی کفار اور مشرکین بھی بیان فرمایا۔ یہ تمام تشریحات آپس میں ملتی جلتی ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کے فرامین سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کفار کی مشابہت اختیار کرنے والے لوگ مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے ہونگے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس امت میں ہمیشہ ایسے لوگوں کی جماعت موجود رہے گی جو حق پر جھے رہیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید و نصرت حاصل کرنے والے اور حمایت یافتہ لوگ ہوں گے۔ یہ برملا حق کا اظہار کرنے والے، نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے والے ہوں گے ان کی مدد سے ہاتھ کھینچ لینے والے اور ان کی مخالفت کرنے والے انہیں کو یقیناً نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔“

یہی جماعت ”الفرقة الناجية“ ہے۔ یعنی کامیاب و کامران جماعت۔ ان کے کامیاب و کامران ہونے کا تقاضا یہ بھی ہے کہ وہ کفار کی مشابہت سے دور ہیں۔ سو آپ ﷺ کی پیش گوئی کہ یہ امت کچھلی ہلاک شدہ امتوں کی پیروی کرے گی، اس سے مراد افتراق کا شکار امت کے ایسے مختلف گروہ ہیں جو اتباع سنت اختیار کرنے والی جماعت کی سیدھی راہ چھوڑ کر الگ ہو گئے۔

○ نبی ﷺ نے جہاں یہ خبر دی کہ یہ امت مشابہت کفار میں مبتلا ہوگی وہاں اس موذی مرض سے بچنے کی بھی سخت تلقین فرمائی۔ مثال کے طور پر:

آپ ﷺ کا مشابہت سے متعلق خبردار کر دینا ہی تنبیہ کے مترادف ہے۔

نبی ﷺ نے کفار کی مشابہت سے بچنے کی جو تلقین فرمائی ہے وہ مختصر بھی ہے اور جامع بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ تَشَبَهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ“ (ابوداؤد، ح: ۴۰۳۱)

”جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے ہے۔“ اسی طرح اس حدیث میں بھی ہے۔

”لَتَسْبِغَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَهُمْ“ (بخاری، حدیث ۷۳۲۰)

کہ تم اپنے سے پہلوں کی پیروی کرو گے۔

تو یہ آپ نے خبردار کرنے کے لیے فرمایا کہ دیکھو مشابہت کا دور ہوگا تو تم بچ کر رہنا۔ اسی طرح اور بہت ساری احادیث مبارکہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ“

مشرکین کی مخالفت کرو۔

پھر فرمایا:

”خَالِفُوا الْيَهُودَ“

یعنی ”یہودیوں کی مخالفت کرو۔“

اور فرمایا:

”خَالِفُوا الْمَجُوسَ“

یعنی ”مجوسیوں کی مخالفت کرو۔“

یہ سب ایسے واضح احکامات ہیں جن میں مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ مشابہت سے متعلق آپ ﷺ نے وہ تفصیلی فرامین ان شاء اللہ آٹھویں باب میں بیان کئے جائیں گے جن میں آپ علیہ السلام نے نمونے کے طور پر چند امور کے متعلق خبردار فرمایا دیا کہ بعض مسلمانوں سے کفار کی مشابہت کا ارتکاب ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس خطرہ سے پیشگی متنبہ فرمادیا تاکہ ہم اس سے بچ سکیں۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی انتہائی اہم ہے کہ اس امت میں ایک جماعت حق پر کاربند رہے گی۔ جو ان سے دشمنی کریں گے یا ان کی حمایت و مدد سے ہاتھ کھینچیں گے وہ انہیں قیامت تک کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ مشابہت کے مسائل پر نظر ڈالتے وقت ان اصول و قواعد کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ اگر ہم ان احادیث کو علیحدہ علیحدہ دیکھیں گے تو بعض لوگوں کو یقیناً یہ وہم ہوگا کہ شاید تمام مسلمان ہی مشابہت کا شکار ہو جائیں گے۔ حالانکہ یہ ناممکن ہے کیونکہ یہ بات دین حنیف کی حفاظت کے منافی ہے۔ اور حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لی ہے۔ اسی طرح یہ چیزیں نبی علیہ السلام کے فرمان سے بھی متضاد ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، اس امت میں ایک جماعت ہمیشہ حق پر رہے گی۔ اگر صرف اس حدیث کو لیکر دوسری حدیث کو چھوڑ دیں جس میں آپ نے فرمایا کہ تم ضرور اپنے سے پہلوں کے طریقوں کی پیروی کرو گے، تو بعض لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ شاید یہ امت کفار کی مشابہت سے بالکل پاک ہے۔ حالانکہ بات دراصل یہ ہے کہ امت وسط یعنی اہل سنت کی جماعت ہمیشہ موجود رہے گی۔ یہ لوگ سنت مطہرہ پہ کاربند اور کفار کی مشابہت سے دور رہیں گے اور دوسرے گروہ جو اہل سنت کی راہ چھوڑ بیٹھے ہیں ان کا یہ افتراق و گمراہی اصل میں مشابہت کفار ہی کا شاخسانہ ہے۔ بلاشبہ اس امت میں موجود جتنے گروہ اور جماعتیں ہیں ان میں سے کوئی ایک جماعت بھی ایسی نہیں کہ جس نے سنت مطہرہ سے دوری بھی اختیار کی ہو اور وہ پچھلی امتوں کے اطوار و عادات اپنانے سے محفوظ بھی رہے ہوں۔ جیسے آئندہ مثالوں سے ان شاء اللہ یہ بات واضح ہوگی۔

جن امور میں کفار کی مشابہت سے روکا گیا ہے

عامۃ الناس کو چار قسم کے امور میں کفار کی مشابہت سے روکا گیا ہے۔

جو درج ذیل ہیں:

①: اعتقادی امور: مشابہت کے باقی ماندہ امور میں سے یہ معاملہ سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ عقائد میں مشابہت دراصل کفر اور شرک ہے۔ جیسے نیک لوگوں کو مقدس جان کر ان کی تعظیم میں مبالغہ آرائی کرنا۔ اسی طرح اقسام عبادت میں کسی کا رخ غیر اللہ کی طرف پھیر دینا یا مخلوق میں سے کسی کو اللہ کا بیٹا یا اللہ کا باپ بنادینا جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یہودیوں نے حضرت عزیز علیہ السلام کے بارے میں دعویٰ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ دین میں فرقہ بندی^① یا قانون الہی کی بالادستی تسلیم کرنے کی بجائے کوئی دوسرا قانون اپنالینا۔ یہ اور اس طرح کے دوسرے کفر و شرک کے جو معاملات ہیں ان سب کا تعلق عقائد سے ہے۔

②: جشن و تہوار:

عید و تہوار اگرچہ عبادات ہی میں داخل ہیں۔ لیکن بعض اوقات ان کا شمار عادات میں ہوتا ہے مگر شریعت نے مختلف دلائل اور قطعی احکام کے ذریعے انہیں خاص کر دیا ہے۔ ان کی اہمیت کے پیش نظر خصوصی طور پر ان کے منانے میں کفار کی مشابہت سے روکا گیا ہے اور یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ مسلمانوں کے لیے سال میں صرف دو تہوار یعنی دو عیدیں ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے تہوار یا جشن جیسے سالگرہ منانا، قومی دن کا انعقاد کرنا یا وہ باقاعدہ جشن جن کے لیے سال میں یا مہینے میں کوئی خاص دن مقرر ہو۔ اسی طرح کوئی دن یا ہفتہ جو تکرار سے منایا جائے اور لوگ اس کے منانے کا اہتمام کریں، یہ مشابہت کی ایسی واضح باتیں ہیں جن کے متعلق شرعی نصوص موجود ہیں۔

③ عبادات سے متعلق امور: نبی علیہ السلام نے اپنے بہت سے فرامین میں تفصیل کے ساتھ عبادات میں کفار کی اختیار کرنے سے منع فرمایا اور ان باتوں کا بھی تذکرہ فرمایا جن میں مشابہت ممنوع ہے۔ جیسے

①: اس سے مراد ہے حق اور اہل سنت کو چھوڑ دینا اور نہ اجتہادی مسائل میں اختلاف اس میں داخل نہیں کیونکہ یہ دین سے علیحدگی نہیں۔

مغرب کی نماز میں تاخیر روزہ افطار کرنے میں دیر کرنا، سحری کھائے بغیر روزہ رکھنا اور اس طرح کی کچھ دوسری چیزیں جن کی تفصیل بعد میں آئے گی (انشاء اللہ)

④ عادات و اطوار اور اخلاق: آخری قسم کا تعلق عادات و اطوار اور اخلاق سے ہے۔ جیسے لباس وغیرہ جسے ”الہدی الظاہر“ سے موسوم کیا گیا ہے۔ ”الہدی الظاہر“ سے آدمی کی ہیئت کذائی، ظاہری شکل و صورت، لباس، طور و اطوار اور عادات و اخلاق وغیرہ مراد ہے۔ ان باتوں میں بھی واضح طور پر کہیں مختصر اور کہیں تفصیل سے مشابہت اختیار کرنے سے روکا گیا ہے۔

مثلاً ڈاڑھی منڈوانے سے روکا گیا ہے۔ سونے کے برتن استعمال کرنا اور ایسا لباس پہننا جو کفار کا شعار و امتیاز ہو ممنوع قرار دے دیا گیا ہے بے پردگی، مردوں اور عورتوں کا آزادانہ میل جول، مردوں سے مشابہت اور عورتوں کی مردوں سے مشابہت اور اسی قسم کی دوسری عادات میں مشابہت سے منع کیا گیا ہے اختیار کرنے سے منع فرمایا اور ان باتوں کا بھی تذکرہ فرمایا جن میں مشابہت ممنوع ہے۔ جیسے مغرب کی نماز میں تاخیر روزہ افطار کرنے میں دیر کرنا، سحری کھائے بغیر روزہ رکھنا اور اس طرح کی کچھ دوسری چیزیں جن کی تفصیل بعد میں آئے گی (انشاء اللہ)



مشابہت کے احکام

مشابہت کے تمام احکام کا مکمل تفصیل کے ساتھ احاطہ ممکن نہیں۔ کیونکہ مشابہت کی تمام صورتوں میں ہر ایک کا حکم جاننے کے لیے ضروری ہے کہ اسے شرعی نصوص کی کسوٹی پر پرکھا جائے اور اہل علم اور فقہاء دین کے بتائے ہوئے شرعی قواعد پر پیش کیا جائے۔ مگر یہاں بعض ایسے عمومی احکام ضرور ہیں جن کے ضمن میں مشابہت کی تقریباً تمام صورتیں آ جاتی ہیں جو درج کیے جا رہے ہیں:

❁ مشابہت کی اقسام میں سے ایک قسم ایسی ہے جس کا اختیار کرنا شرک اور کفر ہے جیسے عقائد و عبادات میں مشابہت اختیار کرنا۔ اسی طرح یہودیوں، عیسائیوں اور مجوسیوں سے ان باتوں میں مشابہت جو عقیدہ توحید سے متضاد ہیں۔ مثلاً تعطیل کا عقیدہ اختیار کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا انکار اور ان میں الحاد کی راہ اپنانا۔ اور اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق میں حلول کرنا اور اپنی مخلوق کے ساتھ اتحاد کا گستاخانہ عقیدہ رکھنا۔ اسی طرح انبیاء اور صالحین کی تقدیس و تعظیم کے ساتھ ساتھ ان کی عبادت کرنا۔ اللہ کے سوا ان کو پکارنا۔ وضعی قوانین، انسان کے تخلیق کردہ نظام اور ضابطوں کو ایسے قوانین سمجھ لینا جن کے مطابق فیصلے کئے جائیں، ان سب باتوں کا ارتکاب شرک اور کفر ہے۔

❁ مشابہت میں کچھ ایسی چیزیں ایسی ہیں جو کفر یا شرک تک تو نہیں پہنچتیں۔ تاہم وہ فسق و فجور اور گناہ معصیت کے زمرے میں ضرور آتی ہیں۔ جیسے بعض عادات و اطوار میں کفار کی تقلید و پیروی۔ مثلاً بائیں ہاتھ سے کھانا پینا، مردوں کا سونے کی انگوٹھی پہننا، یا سونے کے دوسرے زیورات استعمال کرنا، ڈاڑھی منڈوانا، مردوں اور عورتوں کا ایک دوسرے سے مشابہت اختیار کرنا اور اسی طرح کی دوسری چیزیں اس قسم میں شامل ہیں۔

❁ مشابہت کے باب میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا اختیار کرنا مکروہ ہے اور یہ وہ ہیں جن کا حکم

واضح نہ ہونے کی بناء پر حرام اور مکروہ کے درمیان معلق ہے۔ اس سے مراد وہ دنیاوی چیزیں اور عام عادات و اطوار ہیں جن کی حرمت واضح نہیں اور وہ کراہت و اباحت کے مابین ہیں مگر مسلمانوں کو مشابہت سے محفوظ رکھنے کے لیے ان کا اختیار کرنا مکروہ کے حکم میں آتا ہے۔

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کفار کے کچھ ایسے کام بھی ہیں جو ہمارے لیے مباح ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کام مباح ہیں جو صرف کفار کے ساتھ خاص نہیں اور نہ ان کا طرہ امتیاز سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے کرنے سے نہ تو وہ پرہیزگار اور صالح مسلمانوں سے ممتاز و منفرد نظر آتے ہوں اور نہ وہ ایسے کام ہوں جن کے کرنے سے مسلمانوں میں فتنہ و فساد پھوٹنے کا اندیشہ ہو یا ان کا کرنا مسلمانوں کے زوال اور کافروں کی ترقی کا سبب بنے۔ مباح کاموں میں سے ایک تو خالص مادی ترقی ہے یا وہ ایجادات وغیرہ ہیں جن میں ان کی پیروی مسلمانوں کے لیے نقصان دہ نہیں۔ اسی طرح وہ خالص دنیاوی علوم جو اسلامی عقائد و اخلاقیات سے متصادم نہیں وہ بھی مباح ہی سمجھے جائیں یہی نہیں بلکہ بعض اوقات یہ خالص دنیاوی علوم جو کفار کے پاس ہیں ان سے فائدہ اٹھانا مسلمانوں پر واجب ہو جاتا ہے اور جب ہم خالص کہتے ہیں تو اس سے ہماری مراد ہے کہ ان میں کوئی ایسی بات نہ پائی جائے جو شرعی اصول و ضوابط یا نصوص سے متصادم ہو یا مسلمانوں کی ذلت و اہانت اور تحقیر کا سبب بنے۔ لہذا جو علوم ان خطرات سے خالی ہوں گے۔ ان کے حاصل کرنے میں کوئی قباحت نہیں^①۔ مختصر یہ کہ عقائد و عبادات اور عید و تہوار منانے میں کفار کی مشابہت اختیار کرنا قطعی طور پر حرام ہے۔ اسی طرح وہ معاملات جن کا تعلق عادات و اطوار سے ہے اگر وہ صرف کفار کے ساتھ ہی خاص ہیں تو حرام ہیں ورنہ ان کا حکم حرام و مکروہ کے درمیان معلق ہوگا اور جن باتوں کا تعلق علوم و فنون یا خالص دنیاوی امور سے ہے جیسے صنعت و حرفت اور اسلحہ سازی وغیرہ تو یہ پہلے بیان کردہ شروط کے ساتھ جائز ہوں گی۔

①: مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ حتی الامکان کوشش کریں کہ وہ کفار کے دست نگر نہ رہیں۔ لیکن اس کوشش میں ایسا نہ ہو کہ بنیادی اور واجب احکام کو پس پشت ڈال دیا جائے۔ جیسے جہاد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، دعوت و تبلیغ اور اقامت دین وغیرہ ان سے

ان لوگوں کی اقسام جن سے مشابہت منع ہے

شرعی نصوص کو جمع کرنے سے ہم بہت سے لوگوں کی اقسام کو جان سکتے ہیں۔

پہلی قسم ---- عام کفار: مجموعی طور پر بلا تخصیص تمام کفار کی مشابہت سے روکا گیا ہے۔ اس ممانعت میں مشرکین، یہودی، عیسائی، مجوسی، صابی، لحد بے دین اور دوسرے کفار بھی شامل ہیں۔ عبادات، عادات، لباس اور اخلاق، غرض ہمیں ہر اس چیز میں مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے جو کفار کے ساتھ خاص ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دوزر درنگ کے کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو فرمایا:

((اِنَّ هَذِهِ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسَهَا))

”بیشک یہ کفار کا لباس ہے تم اسے مت پہنو“۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جو لباس کفار کے خصائص میں سے ہو اس کا پہننا جائز نہیں۔^(۲)

چیزوں کا خیال رکھتے ہوئے کوئی بھی مسلمان شرعی قواعد و ضوابط میں رہ کر کسی ملک یا قوم سے دنیاوی فوائد حاصل کر سکتا ہے۔ جیسے عام ایجادات وغیرہ سے استفادہ کرنا۔ رسول مقبول ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین کا یہی طریقہ رہا۔ صنعت و حرفت اور منفعت وغیرہ میں کفار سے استفادہ کرنے میں کوئی کوئی مضائقہ خیال نہ کرتے، جب تک کہ یہ چیز مسلمانوں کی ذلت و کمتری کا باعث نہ بن رہی ہو۔ اور یہ کہنا سوائے مبالغہ آرائی کے اور کچھ نہیں کہ آج کے دور میں مسلمانوں کی ذمہ داریوں میں سے اہم ترین کام فقط مادی ترقی ہی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان پہلے اقامت دین اور شرعی ذمہ داریوں سے عہدہ برائ ہوں اور پھر مادی برتری کے لئے کوشاں ہوں۔ یہ ایک منطقی امر ہے کہ اقامت دین سے ہی یقینی طور پر دنیاوی ترقی اور برتری کی راہ ہموار ہوگی۔ واللہ اعلم۔^(۲) آج کے دور میں جس لباس کو امتیازی حیثیت حاصل ہے اور اس کا شمار کفار کے خصائص میں ہوتا ہے وہ پتلون ہے۔ مسلم ممالک میں اس کا پہننا جائز نہیں۔ اگرچہ یہ مغرب زدہ لوگوں میں بہت مقبول ہے اور ایسے لوگوں کی مسلم ممالک میں کثرت ہے مگر معیار تو دین دار اور متقی لوگ ہوں گے۔ اور ہم ص

دوسری قسم ----- مشرکین: مشرکین سے عبادات، عید و تہوار اور افعال و اعمال میں مشابہت ممنوع قرار دی گئی ہے۔ اس طرح سیٹیاں، بجانا، تالیاں پیٹنا یا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کو دنیا میں اپنے لیے اللہ کے ہاں سفارشی یا وسیلہ سمجھنا، قبروں پر نذر و نیاز اتارنا، چڑھاوے چڑھانا، قربانی وغیرہ پیش کرنا اور بعض دوسرے مشرکانہ افعال ہیں جن میں مشرکوں کی مشابہت سے منع کیا گیا ہے۔ مشرکین کا ایک طریقہ یہ تھا کہ حج میں میدان عرفات سے سورج غروب ہونے سے پہلے ہی لوٹ آتے۔ ایسا کرنا بھی ان سے مشابہت ہے۔ سلف صالحین مشرکوں کے اعمال و خصائص کو ناپسند کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

((مَنْ بَنَى بِلَادِ الْمُشْرِكِينَ وَصَنَعَ نِيرُوزَهُمْ وَمَهَرَ جَانَهُمْ حَتَّى يَمُوتَ خُسِرَ مَعَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

(سنن البیہقی، ۹/۲۳۴)

”جس نے مشرکین کے ملک میں گھر بنایا، ان کے نوروز و مہر جان کے جشن منائے اور اسی حالت میں اس کی موت آگئی تو وہ قیامت کے روز انہی کے ساتھ اٹھایا جائے گا“

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مساجد پر برج وغیرہ کی تعمیر کو ناپسند کیا اور کئی مرتبہ اس سے منع فرمایا کیونکہ وہ اسے مشرکین کے صنم کدوں اور ان کی عبادت گاہوں سے مشابہ خیال کرتے تھے۔

تیسری قسم --- اہل کتاب: اہل کتاب سے مراد یہودی اور عیسائی ہیں۔ اور ہمیں ان تمام اعمال سے منع کیا گیا ہے جو ان کے خصائص اور شعائر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جیسے یہود و نصاریٰ کے عقائد

دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو پتلون وغیرہ نہیں پہنتے۔ ویسے بھی مروجہ پتلون میں انسانی وقار برقرار نہیں رہتا کیونکہ اس میں مکمل ستر پوشی نہیں ہوتی۔ اس طرح کچھ چیزیں کفار کے مختلف گروہوں میں سے ہر گروہ کی الگ سے علامت سمجھی جاتی ہے۔ جیسے یہودیوں کا ہیٹ ہے اور عیسائیوں کی صلیب۔ واللہ اعلم۔

وعبادات، عادات و اطوار، ان کا لباس، عید و تہوار، اسی طرح قبروں پر عمارتیں تعمیر کرنا پھر انہیں سجدہ گاہ بنالینا، تصویریں لگانا، عورتوں کے ذریعے فتنہ انگیزی کرنا، سحری نہ کھانا، بڑھاپے کے سفید بالوں کو نہ رنگنا، صلیب اٹھانا، ان کے تہوار خود منانا یا ان کے تہواروں میں شریک ہونا، یہ تمام ایسے کام ہیں جن میں یہودیوں اور عیسائیوں کی مشابہت ممنوع ہے۔

چوتھی قسم --- مجوس: مجوسیوں کی عادات و خصائص میں سے ایک آگ کی پرستش ہے۔ اس کے علاوہ اپنے بادشاہوں اور بڑوں کو حد سے بڑھا کر مقدس جاننا، سر کے کچھلی جانب سے بال منڈوا کر اگلے حصے کے بال چھوڑ دینا، ڈاڑھی منڈوانا اور مونچھیں بڑھانا، سیٹیاں بجانا اور سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا، یہ سب مجوسیوں کے اعمال و اطوار ہیں جن کا اختیار کرنا ان کی مشابہت ہے جو ممنوع قرار دی گئی ہے۔

پانچویں قسم --- اہل فارس اور اہل روم: روم اور فارس کے لوگ اگرچہ اہل کتاب کے ضمن ہی میں آتے ہیں تاہم علیحدہ سے بھی ایسی باتوں کے اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے جو ان کا امتیاز سمجھی جاتی ہیں۔ جیسا کہ عادات و عبادات اور تمام قسم کے مذہبی رسم و رواج مثلاً اپنے اکابر کی حد سے بڑھی ہوئی تعظیم و تقدیس نیز مذہبی پیشواؤں کی پیروی و اطاعت میں ایسی باتوں کو بھی شریعت سمجھ بیٹھنا جنہیں اللہ تعالیٰ نے شریعت کا درجہ نہیں دیا اور اسی طرح دین میں غیر ضروری تشدد اختیار کرنا ان اقوام کے خصائص ہیں۔

چھٹی قسم --- غیر مسلم: غیر مسلم عجمیوں سے مشابہت بھی جائز نہیں اس کی بنیاد نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:

« نَهَى أَنْ يَجْعَلَ الرَّجُلُ فِي أَسْفَلِ ثِيَابِهِ حَرِيرًا مِثْلَ الْأَعَاجِمِ أَوْ يَجْعَلَ عَلَى مُنْكَبِهِ حَرِيرًا مِثْلَ الْأَعَاجِمِ »

آپ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص عجیوں کی طرح اپنے لباس کے نیچے یا کندھوں پر ریشم کا کپڑا استعمال کرے،

آپ ﷺ نے کسی شخص کے لیے تعظیماً کھڑا ہونے سے بھی منع فرمایا۔ بلکہ آپ ﷺ نے اس بات سے بھی روک دیا اگر امام کسی وجہ سے نماز بیٹھ کر پڑھے تو مقتدی پیچھے کھڑے ہوں، اس احتیاط کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ عام دیکھنے والے کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ کھڑے ہونے والے مقتدی امام کی تعظیم میں کھڑے ہیں۔ حدیث پاک میں اس ممانعت کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ طریقہ تعظیم عجیوں کے انداز سے مشابہت رکھتا ہے۔ چونکہ وہ اپنے اکابر، رؤساء اور بڑوں کے لیے کھڑے ہوتے تھے اسی لیے یہ عمل مشابہت کی بنا پر ممنوع ٹھہرا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عجمی اور مشرکین و کفار جیسا لباس پہننے سے سختی سے منع فرماتے۔ ایسی بہت سی باتوں کی طرف سلف صالحین نے توجہ دلائی ہے۔

ساتویں قسم --- جاہلیت اور جہلہ: جاہلیت کے ان تمام اعمال سے عمومی طور پر منع کر دیا گیا ہے جیسے بے پردگی یعنی عورتوں کا حسن و زینت دکھائے پھرنا۔ اسی طرح جہلاء کی طرح احرام باندھنے کے بعد اپنے اوپر کسی چیز کا سایہ نہ پڑنے دینا، جیسے آج کل روافض کرتے ہیں۔ جسم کی نمائش اور عریانی و فحاشی، قومی عصبیت، حسب و نسب پر فخر و غرور، دوسرے نسب ناموں پر طعن و تشنیع قائم کرنا اور ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا۔ رسول مقبول رضی اللہ عنہ نے اسلام کے پیغام کے ساتھ ان تمام جاہلی احوال، افعال، رسم و رواج، آباؤ اجداد کی تقلید اور ان کے نقش قدم پر چلنا، اور جاہلیت میں قائم ہونے والے بازار سب پر خط متنیخ پھیر دیا۔ ان چیزوں میں بے پردگی، اختلاط مرد و زن اور سود وغیرہ بھی شامل ہیں۔

آٹھویں قسم --- شیطان: شیطان کی مشابہت سے بھی روکا گیا ہے یعنی شیطانی کاموں سے۔ نبی علیہ السلام نے شیطان کے بعض کاموں کا تذکرہ فرمایا اور ان کے اختیار کرنے سے منع فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

﴿لَا يَأْكُلْنَ أَحَدُكُمْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَشْرَبُ بِهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ

بِهَا﴾ (صحیح مسلم، کتاب الاشریۃ، باب اداب الطعام والشراب و احکامها حدیث: ۵۳۶۷)

”تم میں سے کوئی بھی اپنے بائیں ہاتھ سے ہرگز نہ کھائے پیے۔ بیشک شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔“

یہ ایک قابل افسوس امر ہے کہ اب یہ عادت اکثر مسلمانوں میں پائی جاتی ہے۔ اس کا سبب یا تو سستی، تساہل اور بے توجہی یا پھر حق سے روگردانی، تکبر اور شیطان کے دوستوں اور اللہ کے نافرمانوں کی مشابہت اس کا محرک ہیں۔

نویں قسم --- عرب کے وہ گنوار بدوجن میں دین راسخ نہیں ہوا: یہ گنوار لوگ بہت سی ایسی عادات اور رسم و رواج کو ایجاد و اختیار کرتے ہیں جن کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں عموماً یہ چیزیں جاہلیت کی میراث ہوتی ہیں۔ یہ بدولوگ اپنی عادات رسم و رواج اور اصطلاحات کے معاملے میں بہت سخت ہوتے ہیں اگرچہ یہ چیزیں شریعت کے مخالف ہی کیوں نہ ہوں۔ جیسے جاہلی تعصب حسب و نسب پر فخر، دوسروں کے نسب ناموں پر طعنہ زنی، مغرب کو عشاء کہنا اور عشاء کی نماز کو عتمہ کے نام سے پکارنا۔ طلاق کی قسم اٹھانا یا کاموں کو طلاق سے مشروط کرنا۔ چچا کی بیٹی کو کسی دوسری جگہ شادی کرنے سے روکنا اور اسے اپنے چچا زاد ہی سے شادی کرنے پہ مجبور کرنا یہ تمام کام اور اس طرح کی دوسری جاہلی عادات وغیرہ۔

کفار کی تقلید اور مشابہت کے اسباب

① سب سے پہلے ہمیں اچھی طرح یہ جان لینا چاہیے کہ جن باتوں کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی ہے یا تو وہ واقع ہو چکی ہیں یا پھر یقینی طور پر واقع ہونے والی ہیں۔

① پہلے بیان کئے گئے قواعد و ضوابط کی روشنی میں ہمیں یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ جن لوگوں نے کفار کی مشابہت اختیار کی وہ حرص و ہوا کے بندے اہل افتراق ہیں نہ کہ اہل حق یعنی جماعت اہل سنت۔ اور کوئی فرقہ یا گروہ ایسا نہیں جو اہل سنت سے علیحدہ ہوا ہو اور ان میں کم یا زیادہ کفار سے مشابہت کی بیماری نہ پائی جاتی ہو۔

مشابہت کفار کے بعض اہم اسباب

پہلا سبب: اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کفار کا مکرو فریب: ظہور اسلام کی ابتداء سے لے کر آج تک اسلام اور اہل اسلام کے خلاف کفار اپنا مکرو فریب جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اپنے عقائد و ادیان اور خواہشات و نظریات کے مختلف ہونے کے باوجود تمام کفار نے مشترکہ طور پر اسلام کے خلاف سازشوں سے کام لیا اور آج تک اسی میں مشغول ہیں۔ ان کی فریب کاری ہی کے نتیجے میں مسلمان عقائد و عبادات اور طور طریقوں میں ان کی مشابہت کا شکار ہوئے۔ آپس میں اختلاف اور امت کے افتراق و نا اتفاقی کا ایک بڑا سبب کفار کا پھیلا یا ہوا دجل و فریب کا جال بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو گروہ بھی اس امت سے الگ ہوا اس کے پس منظر میں کفار ہی سرگرم نظر آئے۔ کفار نے افتراق و اختلاف کو پھیلانے کے لیے یا تو مسلمانوں کے مالدار اور ہوس پرست طبقے کو اپنا نشانہ بنایا ان متفرق گروہوں کے خود ہی لیڈر بن بیٹھے یا خود پیر و کار ہونے کا ڈھونگ رچا کر ایسی جماعتوں کو فروغ دیا۔ اس لحاظ سے مسلمانوں کو مشابہت میں مبتلا کرنے والے بنیادی اسباب میں سے ایک بڑا سبب کفار کی شر انگیزی اور فریب کاری ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خود اس سے متنبہ فرمایا ہے:

﴿وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾ (البقرة: ۱۲۰/۲)

”اور یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہونگے جب تک کہ تم ان کے طریقوں کو نہ اپنالو“۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا يَأْتُونَكُمُ خَبَآلًا وَذُؤًا مَّا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي
صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ﴾ (آل عمران: ۱۱۸/۳)

”وہ تمہاری خرابی کے کسی موقعہ سے فائدہ اٹھانے میں نہیں چوتے۔ جس چیز سے تمہیں نقصان پہنچے
وہی ان کو پسند ہے۔ ان کے دل کا بغض ان کے منہ سے ظاہر ہوتا ہے اور جو کچھ وہ اپنے سینوں میں
چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے شدید تر ہے۔“
دوسری جگہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿مَّا يَوْذُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ
مِّنْ رَبِّكُمْ﴾ (البقرة: ۱۰۵/۲)

”اہل کتاب میں سے کفار اور مشرکین کو یہ بات پسند نہیں کہ تمہارے اوپر تمہارے رب کی طرف
سے کوئی بھلائی نازل ہو۔“
اور فرمایا:

﴿إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ﴾ (آل عمران: ۱۴۹/۳)

”اگر تم کفار کے اشارے پر چلو گے تو تم کو الٹا پھیر جائیں گے۔“

اسی طرح فرمایا:

﴿إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كُفَرِينَ﴾

(آل عمران: ۱۰۰/۳)

”اگر تم نے اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی بات مانی تو یہ تمہیں ایمان سے پھر کفر کی طرف پھیر
لے جائیں گے۔“

ان فرامین کی روشنی میں اس بات میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا کہ کفار کی کل بھی یہ آرزو تھی اور
آج بھی وہ اس بات کے شدید خواہشمند ہیں کہ کسی طرح مسلمانوں کو ان کے دین سے پھیر دیں

۔ موجودہ دور میں وہ اس معاملے میں ماضی سے کہیں زیادہ فعال اور کوشاں نظر آتے ہیں۔ عالمی سطح پر مسلمانوں کی اجتماعی حالت پر غور کرنے والا شخص یہ بات بخوبی محسوس کر سکتا ہے کہ آج کفار امت مسلمہ کے خلاف کس طرح صف آراء ہیں۔ وہ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ اپنی عادات و اطوار اپنے نظام، اپنی سیاست اور طرز معاشرت کو مسلمانوں پر مسلط کر دیں۔ جس وسیع پیمانے پر آج کفار اپنے حاشیہ برداروں سے ساتھ مل کر مسلمانوں کو اپنی مشابہت کا شکار کرنے کے لیے ٹوٹے پڑ رہے ہیں۔ اس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔

دوسرا سبب: مسلمانوں کی جہالت اور دین سے دوری۔ دینی احکام، سلف صالحین کے طریقے اور منہج سے ناواقفیت:

تیسرا سبب: مسلمانوں کا اقتصادی، معنوی اور عسکری میدان میں کمزور ہونا ایک بڑا سبب ہے۔ اس سے ان میں زندگی کے مختلف شعبہ جات میں اپنی کمزوری اور کمتری کے ساتھ ساتھ کفار کی فوقیت و برتری کا احساس جڑ پکڑتا ہے۔

چوتھا سبب: منافقین کی فریب کاری: منافقین مسلمانوں ہی کے درمیان بسنے والے ایسے لوگ ہیں جو اسلام کی ابتداء سے لے کر اب تک کفار کی خدمت میں پیش پیش رہے۔ یہ ایک فعال اور مضبوط عنصر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو مشابہت کفار کی طرف کھینچنے کے لیے مسلمانوں کے اندر ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔

منافقین سے مراد کئی قسم کے گروہ ہیں:

① منافقین کی ایک قسم کا تعلق کفار سے ہے جو اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے بظاہر مسلمان ہو گئے لیکن درحقیقت میں کافر ہی رہے۔

② دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو دراصل تھے تو مسلمان مگر بعد میں مرتد ہو کر اسلام سے منحرف ہو گئے

○ تیسری قسم میں وہ لوگ آتے ہیں جو فسق و فجور اور بد عملی کی طرف مائل ہیں۔ اگرچہ وہ مسلمان ہونے کے دعویدار بھی ہیں مگر اپنے دل کی بیماری کی وجہ سے مسلمانوں کو کفار کی مشابہت کی طرف لے جاتے ہیں جبکہ اس کام میں بے دین سیکولر عناصر کا بھرپور ساتھ دیتے ہیں جن کی خواہش اور دلی آرزو ہے کہ مسلمانوں میں حرص و ہوس، طمع و لالچ، فحاشی اور بدی عام ہو جائے۔ بہر کیف جو صورت حال ہمارے سامنے ہے اس لحاظ سے مسلمانوں کے مشابہت کفار میں مبتلا ہونے کے بہت سے اسباب ہیں۔

وہ باتیں جن سے مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا

نمونے کے طور پہ چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا:

○: وہ تمام باتیں جن سے شریعت نے بالکل واضح طور پر کفار کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ان میں سب سے پہلے چیز ہے۔

دین میں فرقہ بندی: یہ ممانعت قرآن و سنت میں بہت سی جگہوں پہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنْ تَطِيعُوا فَرِيقًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كُفْرِينَ﴾

(آل عمران: ۱۰۰/۳)

”اگر تم نے اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی بات مانی تو یہ تمہیں ایمان سے پھر کفر کی طرف پھیر لے جائیں گے۔“

﴿وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ﴾

(آل عمران: ۱۰۵/۳)

”اور کہیں تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور واضح ہدایت پانے کے بعد پھر

اختلاف میں مبتلا ہوئے“

اسی طرح نبی ﷺ کا اس امت کے اختلاف اور افتراق کے متعلق خبر دینا آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِفْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلَى اِحْدَى وَّ سَبْعِينَ فِرْقَةً ، وَ اِفْتَرَقَتِ النَّصَارَى عَلَى اثْنَتَيْنِ وَ سَبْعِينَ فِرْقَةً ، وَ تَفْتَرِقُ هَذِهِ الْاُمَّةُ عَلَى ثَلَاثٍ وَ سَبْعِينَ فِرْقَةً))

(ابوداؤد، کتاب شرح السنة، باب افتراق هذه الأمة حديث: ۲۶۴۰)

”یہودی اکہتر فرقوں میں بٹ گئے اور عیسائی نے بہتر فرقے بنائے جبکہ یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی رسول مقبول ﷺ نے افتراق امت کے متعلق یہ خبر اس لیے دی کہ اس اختلاف سے بچا جائے۔“
 ◎ اونچی قبریں بنانا ان پر عمارتیں اور قبے وغیرہ بنا کر انہیں سجدہ گاہ بنالینا۔ مجسمے بنانا اور تصاویر آویزاں کرنا۔ یہ امور بہت سی روایات میں مذکور ہیں۔ ان میں سے مختصر ترین روایات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((اَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ، ﷺ أَنْ لَا أَدَّعِ قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَيْتَهُ ، وَلَا تِمْنَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ))

(صحیح مسلم حدیث: ۹۶۹)

مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں کسی اونچی قبر کو سطح زمین سے برابر کیے بغیر اور کسی مورتی کو مٹائے بغیر نہ چھوڑوں“

”حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((إِنَّ تَسْوِيَةَ الْقُبُورِ مِنَ السُّنَنِ ، وَقَدْ رَفَعَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى فَلَا تَتَشَبَّهُوا بِهِمْ))

(اقتضاء الصراط المستقیم: ۳۴۲/۱)

”بیشک قبروں کا برابر کرنا سنت میں سے ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں نے قبریں اونچی بنالیں تم ان سے مشابہت نہ کرو“

یعنی قبروں پر عمارتیں بنانے میں ان کی مشابہت نہ کرو۔ قبر پر عمارت بنانا یا صرف قبر ہی کو اونچا بنانا یہ ایک ایسا فتنہ ہے جس میں آج کل بہت سے مسلمان اپنے اپنے ممالک میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ اور یہ چیز رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے مصداق ہے کہ آپ نے فرمایا:

((لَتَرْكَبَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ)) (بخاری)

”تم ضرور اپنے سے پہلوں کے طریقوں کی پیروی کرو گے۔“

انہی طریقوں میں سے ایک یہ ہے کہ انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالینا۔ مطلب یہ ہے کہ ان قبروں پر مساجد بنانا اور وہاں نماز ادا کرنا اور پھر اس طرح کی تعمیر صالحین کی قبروں پہ کرنا ان بزرگوں کو مسجد میں دفنانا اگرچہ مسجد پہلے سے بنی ہوئی ہو یا بعد میں بنائی جائے ان سب باتوں سے منع فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح قبروں پہ اس لیے جانا کہ ان کے پاس جا کر دعا مانگی جائے یا ان قبر والوں کو اللہ کے سوا پکارا جائے یا اللہ کی قربت کے حصول کے لیے متعین کی گئیں راہیں اور وسائل ان کا قرب حاصل کرنے کے لیے اختیار کیے جائیں یہ سب کچھ یہودیوں اور عیسائیوں ہی کے افعال ہیں جن سے بچنے کی آپ ﷺ نے بڑی سختی سے تلقین فرمائی ہے۔

آپ ﷺ نے اپنی وفات سے صرف پانچ روز قبل یہ ارشاد فرمایا:

((اِنِّیْ اَبْرَأُ اِلَی اللّٰهِ اَنْ یَّکُوْنَ لِیْ مِنْکُمْ خَلِیْلٌ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا ، کَمَا اَتَّخَذَ اِبْرٰهَیْمَ خَلِیْلًا ، وَلَوْ کُنْتُ مَتَّخِذًا مِنْ اُمَّتِیْ خَلِیْلًا لَا تَتَّخِذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا ، اَلَا وَاِنَّ مِنْ کَانَ قَبْلَکُمْ یَتَّخِذُوْنَ قُبُورَ اَنْبِیَائِهِمْ وَصَالِحِیْهِمْ مَسَاجِدَ ، اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ فَاِنِّیْ اَنْهَاکُمْ عَنْ ذٰلِکَ)) (صحیح مسلم، الحدیث: ۵۳۲)

”میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس بات سے بری الذمہ ہوں کہ کوئی میرا خلیل ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسے اس نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا اور اگر بالفرض میں اپنی امت میں سے کسی کو

اپنا خلیل بناتا تو وہ ابوبکر ہوتے جنہیں میں اپنا خلیل بناتا۔ خبردار! تم میں سے پہلوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ خبردار! تم قبروں کو مساجد نہ بنانا میں تمہیں اس سے روکتا ہوں۔

ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : قَاتَلَ اللَّهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ))

(صحیح بخاری، حدیث: ۴۳۷)

”اللہ تعالیٰ یہود کو ہلاک کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔“

دوسری روایت میں اس طرح ہے۔

((لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ))

(صحیح مسلم، حدیث: ۵۳۰)

”اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آپ ﷺ مرض الموت میں تھے تو آپ ﷺ نے اپنے اوپر اوڑھی ہوئی چادر کو اپنے چہرہ مبارک سے ہٹاتے اور کبھی اس کو ڈھانپتے اس کیفیت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَعَنَ اللَّهُ عَلَى الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ، يُحَذِّرُ مَا

صَنَعُوا)) (صحیح بخاری حدیث: ۴۳۵، ۴۳۶۔ صحیح مسلم، حدیث: ۵۳۱)

”یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ آپ ڈراتے تھے اس سے جو انہوں نے کیا۔“

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما کے قصہ میں ہے کہ انہوں نے حبشہ میں ایک کلیسا دیکھا پھر اس کی خوبصورتی اور اس میں موجود تصاویر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أُولَئِكَ قَوْمٌ إِذَا مَاتَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ أَوْ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّورَ أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»

(صحیح بخاری، حدیث: ۴۳۶ صحیح مسلم، حدیث: ۵۲۸)

”یہ ایسی قوم ہیں کہ جن ان کا کوئی نیک آدمی وفات پا جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور پھر اس میں تصویریں وغیرہ بناتے یہ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔“

مندرجہ بالا امور ان بڑے کاموں میں شمار ہوتے ہیں جن میں آج کے مسلمان مشابہت کا شکار ہیں۔

① مشابہت میں ایک بڑی خطرناک صورت عورتوں کے ذریعے فتنہ انگیزی ہے اور یہ کفار ہی کی عادت ہے۔ عورتوں کے ذریعے فتنہ انگیزی کا مطلب ہے کہ انہیں چادر اور چادر دیواری سے نکال کر شمع محفل بنادیا جائے۔ پردہ نام کی کوئی چیز باقی نہ رہے تاکہ مرد حضرات نسوانی فتنہ کا شکار ہوں اس کام کے لیے عورتوں ہی کو خاص کرنے کی چند وجوہات ہیں:

① کیونکہ عورتیں دنیائی ظاہری چمک دک اور جھوٹی شان و شوکت سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔

② کیونکہ ان میں تقلید و نقل اور اس میں مبالغہ کا بہت زیادہ شوق ہوتا ہے۔

③ کیونکہ عورت کی جبلت میں یہ بات شامل ہے کہ وہ مرد کا دل لہائے اور اس کے لیے زیب و زینت کرے۔ جب عورت نمائش کے لیے زیبائش کرتے ہوئے بے پردگی اختیار کرتی ہے اور عزت و وقار اور حجاب کو چھوڑ بیٹھتی ہے تو مرد اپنی فطری کمزوری کی بناء پر اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ زیادہ تر اہل کتاب اور کفار کے عادات و اخلاق میں اور ان کے تہواروں میں عورتوں کو متوجہ کیا جاتا ہے۔ پھر بچوں اور عام بیوقوف قسم کے لوگوں کو تاکہ ان پر وہ اپنے حسن کا رنگ جما سکیں۔

قابل افسوس امر یہ ہے کہ عورتوں کے ذریعے فتنہ انگیزی کی اس کافرانہ خصلت میں آج بہت سے مسلمان مبتلا ہو چکے ہیں جبکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«فَاتَّقُوا اللَّهَ نِيَا وَاتَّقُوا فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةٍ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ»

(صحیح مسلم، حدیث: ۲۷۴۲)

”دنیا اور عورتوں کے فتنہ سے بچو بیشک بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ عورتوں ہی کا تھا۔“

جب عورت خود مختار اور مکمل آزاد ہو جائے اور مرد اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے معاملے میں عورتوں کے سامنے نرم پڑ جائیں، عزت و حشمت، شرم و حیا اور حجاب وغیرہ کی بنیادی صفات جاتی رہیں تو بس سمجھ لیجئے کہ یہی وہ راہ ہے جو فتنہ کی طرف لے جانے والی ہے۔ اور جب بھی امت مسلمہ اس فتنہ جی عاد کا شکار ہوگی تو اسے دین اور دنیا دونوں سے ہاتھ دھونے پڑیں گے اور اس میں فتنے پھوٹ پڑیں گے^(۳)

(۳) جن کاموں سے آپ ﷺ نے کفار سے مشابہ ہونے کی بنا پر روکا ان میں سے ایک یہ ہے کہ بڑھاپے کے سفید بالوں کو یہود و نصاریٰ کی مشابہت میں بغیر رنگے ہوئے یونہی چھوڑ دیا جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبِغُونَ فَخَالِفُوهُمْ))

(صحیح بخاری، حدیث ۳۴۶۲ - صحیح مسلم، حدیث: ۲۱۰۳)

”یہودی اور عیسائی بالوں کو نہیں رنگتے پس تم ان کی مخالفت کرو۔“

نوٹ: بالوں کو رنگنے میں یہ خیال ضرور رہے کہ انہیں سیاہ نہ کیا جائے جیسے یہ بات دوسری روایت سے ثابت ہے۔

(۵) ڈاڑھی منڈوانے سے بھی منع کیا گیا ہے کیونکہ ڈاڑھی منڈوا کر مونچھیں کٹوانا مشرکین، مجوسی، یہودی اور عیسائی لوگوں سے مشابہت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بہت سی احادیث میں یہ بات ثابت ہے کہ ڈاڑھی کو معاف کر دیا جائے اور مونچھوں کو صاف کیا جائے اور اس کی علت میں آپ نے فرمایا کہ یہ مشرکین اور مجوس کی مخالفت ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

((خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ ، أَخْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَوْفُوا اللَّحَى))

(۵) عورت کی عزت و احترام کا شریعت نے حکم دیا ہے لیکن اس کی عزت و احترام کا مطلب قطعاً یہ نہیں ہے کہ اس کی خوشی کے لیے اللہ کی نافرمانی کی جائے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو جو برتری دی ہے وہ اس صفت سے دستبردار ہو جائے۔

(صحیح بخاری، حدیث: ۵۸۹۳ - صحیح مسلم، حدیث: ۲۵۹)

”مشرکین کی مخالفت کرو۔ مونچھیں صاف کرو اور ڈاڑھیوں کو معاف کرو۔“

ایک روایت میں ہے: ”جزوا الشوارب“ یعنی مونچھیں کاٹو۔ ایک اور روایت میں ہے:

((جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللَّحْيَ خَالِفُوا الْمَجُوسَ)) (صحیح مسلم، حدیث: ۲۶۰)

”مونچھیں کاٹو، ڈاڑھی بڑھاؤ مجوسیوں کی مخالفت کرو۔“

⑥ جوتے پہن کر نماز پڑھنے کو ممنوع خیال کرنا۔ اس بات میں بھی کفار کی مشابہت سے روکا گیا ہے اور یہاں خاص طور پر یہودی مراد ہیں کیونکہ وہ جوتوں یا موزوں سمیت نماز نہیں پڑھتے۔ لہذا یہودیوں کی مخالفت کی وجہ سے یہ جائز نہیں کہ آدمی مستقل طور پر جوتوں سمیت نماز پڑھنا چھوڑ دے یا ننگے پاؤں ہی نماز پڑھنا ضروری سمجھے یہ ایسی صورت میں ہے جبکہ جوتے پہن کر نماز پڑھنا دوسروں کے لیے تکلیف کا سبب نہ بنے۔

اس کے متعلق فرمان رسول ہے:

((خَالِفُوا الْيَهُودَ فَإِنَّهُمْ لَا يُصَلُّونَ فِي نَعَالِهِمْ وَلَا خِفَافِهِمْ)) (أبو داؤد: حدیث: ۶۵۲)

”یہودی کی مخالفت کرو بیشک وہ جوتوں اور موزوں وغیرہ میں نماز نہیں پڑھتے۔“

یہودیوں کی مخالفت میں اس سنت کی اتباع اکثر جہلاء اور بدعتی لوگوں پر ناگوار گزرتی ہے۔ یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ اہل علم جوتوں سمیت نماز ادا کرنے کو اس بات سے مشروط کرتے ہیں کہ یہ تکلیف واذیت کا باعث نہ بنے۔ مثال کے طور پر مسجد کے اندر چٹائی یا قالین وغیرہ بچھا ہوا اور مسجد سے باہر کی زمین جہاں سے نمازی چل کر آیا ہے صاف نہیں جیسے عموماً شہروں میں ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں قالین یا چٹائی وغیرہ پر جوتوں سمیت نماز ادا کرنا درست نہیں۔ نبی ﷺ عام مٹی پر نماز ادا فرماتے کہ ان دنوں مسجد کی زمین پر کچھ بھی نہ بچھایا جاتا تھا۔

لہذا ایک مسلمان کو سنت نبوی پر عمل پیرا ہونے کا مشتاق ہونے کے ناطے چاہیے کہ جب وہ مسجد کے

بیرونی حصہ میں آئے جہاں کچھ بھی بچھا ہوا نہ ہو تو سنت پر عمل کرتے ہوئے کبھی کبھی وہاں جو توں سمیت نماز ادا کرے مگر مستقل ایسا نہ کرے کہ اس طرح سلف صالحین سے ثابت نہیں۔

④ کفار کی مشابہت میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ حدود و تعزیرات، عدل و انصاف، جزا و سزا اور قوانین کے نفاذ میں کمزور و طاقتور اور ادنیٰ و اعلیٰ میں امتیاز روا رکھا جائے۔ یہ نا انصافی اور تفریق یہودیوں کا عمل ہے۔

صحیحین میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سفارش کا قصہ مذکور ہے جو انہوں نے ایک مخزومی عورت کو بچانے کے لیے کی جس نے چوری کی تھی۔
آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا أَسَامَةُ اتَّشَفْعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ إِنَّمَا هَلَكَ بَنُو إِسْرَائِيلَ أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا))

(صحیح بخاری، حدیث: ۳۴۷۵، صحیح مسلم، حدیث: ۱۶۸۸)

”اے اسامہ تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے متعلق مجھ سے سفارش کرتے ہو۔ بیشک بنی اسرائیل اسی لیے تباہ ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی بڑا عزت دار چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کا مرتکب ہوتا تو اس پر حد قائم کر دی جاتی۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔“

⑤ نماز میں سدل بھی کفار کی مشابہت ہے لہذا اس سے روکا گیا ہے۔ اسی طرح کوئی شخص نماز میں اپنا منہ ڈھاتا باندھ کر چھپائے رہے تو یہ بھی جائز نہیں کیونکہ اس طرح یہودی کرتے ہیں۔ فرمان نبوی ہے:

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ السِّدْلِ فِي الصَّلَاةِ وَأَنْ يُغَطِيَ الرَّجُلُ فَاهُ))

(أبو داؤد، حدیث: ۱۴۲، ترمذی، حدیث: ۳۷۸)

رسول اللہ ﷺ نے سدل سے منع فرمایا اور یہ کہ آدمی اپنا منہ ڈھانپے۔“

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس ممانعت کی وجہ یہودیوں کا فعل ہونا قرار دیا ہے ⑨۔

⑨ عریانی، بے پردگی اور عورتوں کا بلا ضرورت گھروں سے نکلنا، یہ سب چیزیں جاہلیت اور کفار کی مشابہت ہی میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى﴾ (الاحزاب ۳۳/۳۳)

”اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور گزشتہ دور جاہلیت کی سبج نہ دکھاتی پھرو۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((لَا تُبْدِ الْعَوْرَةَ وَلَا بَسْتَةَ الْمُشْرِكِينَ)) (اقتضاء الصراط المستقیم ۱/۳۴۰)

”اپنا ستر ظاہر نہ کرو اور مشرکین کے طریقے مت اپناؤ۔“

⑩ نماز میں اختصار ممنوع ہے۔ نماز میں اختصار کا مطلب ہے کہ ہاتھ پہلو پر رکھنا۔ حالانکہ نماز میں

سنت یہ ہے کہ نمازی اپنے ہاتھ سینے پر باندھے، اس طرح سے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر ہو۔ اختصار اس لیے ممنوع ہے کیونکہ یہ یہودیوں کے افعال میں سے ہے اور یہ ایک خلاف سنت عمل بھی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت ہے آپ اسے نماز میں ناپسند کرتیں۔

((لَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَقَالَتْ : إِنَّ الْيَهُودَ تَفْعَلُهُ))

”یہودی ایسا کرتے ہیں تم یہودیوں سے مشابہت نہ کرو“

⑪ عید و تہوار اور جشن و محافل وغیرہ۔ شرعی طور پر صرف دو عیدیں معروف ہیں۔ یعنی عید الفطر اور

عید الاضحیٰ ان کے علاوہ کوئی عید شریعت کے مطابق نہیں۔ بلاشبہ اہل کتاب، کفار، مشرکین، مجوس اور اہل

⑨: السدل نماز میں سدل یہ ہے کہ کوئی کپڑا سر پر اس طرح رکھا جائے کہ وہ سر کے دونوں جانب لٹکتا رہے اور اس کے کونوں کو اپنے

کندھوں پر ایک دوسرے کے اوپر نہ رکھا جائے۔

جاہلیت کے ہاں ہی عیدوں کی بھرمار اور کثرت نظر آتی ہے۔ جبکہ نبی ﷺ نے دو سے زیادہ عیدیں منانے سے منع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ عباد الرحمن کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ﴾ (الفرقان: ۸۲/۲۵)

”اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے۔“

سلف صالحین میں سے اکثر مفسرین نے الزور (جھوٹ) کا مطلب مشرکین و کفار کی عیدیں بتایا ہے۔ عیدیں عبادت کی حیثیت سے شریعت کا حصہ ہیں اور یہ توقیفی ہیں (ابن کثیر)

چونکہ یہ عبادات میں سے ہیں اس لیے جس قدر رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے مطابق ہیں اس کے علاوہ ان میں کمی یا زیادتی ہرگز جائز نہیں۔ اور اگر کسی کے لیے جائز سمجھا جائے کہ وہ امت کے لیے ایک تیسری عید کا اضافہ کرے اس کی مناسبت اگرچہ کچھ بھی ہو تو یہ اللہ کی شریعت کے مقابلے میں ایک دوسری شریعت کے قیام کے مترادف ہوگا۔ جس طرح زیادتی جائز نہیں اسی طرح کسی کو یہ بھی حق نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مشروع عیدوں میں سے کسی کو ختم کر دے۔ ایسا کرنا شریعت میں دخل اندازی ہے جو صریحاً کفر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کو اپنے یادگار دن یا پرانے تہواروں کو زندہ کرنے سے منع فرمادیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان کے ہاں دو دن مقرر تھے جن میں وہ کھیلتے یا جشن مناتے۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ دو دن کیسے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ ہمارے جاہلیت کے دن ہیں جن میں ہم کھیلا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَبَدَ لَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا : يَوْمَ الْأَضْحَى وَ يَوْمَ الْفِطْرِ))

(ابوداؤد، حدیث: ۱۱۳۴)

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں تمہیں ان سے بہتر دو دن دے دیئے ہیں یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

((اجْتَنِبُوا أَعْدَاءَ اللَّهِ فِي أَعْيَادِهِمْ)) (البہیقی للکبریٰ، ۹۰/۲۳۴)

”اللہ کے دشمنوں سے ان کی عیدوں میں اجتناب کرو“۔

لہذا عید کا ماخذ اور مبداء جب شریعت ہی ہے تو اس میں کسی قسم کی زیادتی یا کمی بالکل جائز نہیں۔ اہل علم کے نزدیک یہ معروف ہے کہ عید سے مراد ہر وہ موقع و مناسبت ہے جو بار بار آئے۔ وہ مہینہ وار ہو، سالانہ ہو یا ہر سال، دو سال پانچ سال، پانچ یا دس سال کے وقفہ سے آئے۔ اس لیے ایک دن کا تعین کیا گیا ہو یا پورا ہفتہ اس کے لیے مخصوص ہو۔ مختصر یہ کہ ہر وہ موقع اور مناسبت جس کا امت خاص تو اتر سے اہتمام کرے، مخصوص و متعین کو ملحوظ رکھتے ہوئے خاص انداز سے اس استقبال ہو وہ عید کے زمرے میں آئے گا اگرچہ وہ معروف عیدوں میں سے نہ ہی ہو۔

اس طرح قومی دن، جشن تاجپوشی یا تخت نشینی کی یاد اور دوسری مناسبات جیسے فتح وغیرہ کا جشن یا خاص موسم کی آمد کا جشن یہ سب بھی ممنوع عیدوں میں شامل ہیں۔

اس کی ایک صورت ہفتوں کا منانا ہے۔ جیسے ہفتہ مساجد اور ہفتہ بہار۔ اگر ان کا بھی وقت بدلتا نہ رہے اور لوگوں میں مقررہ وقت ہی میں اس کا خصوصی اہتمام و التزام ہو تو یہ چیز بھی عید ہی کے ضمن میں آئے گی۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ ایک بدعت کا بیج بونے کے مترادف ہے اگرچہ لوگ اسے شروع کرتے وقت شرعی قواعد و ضوابط کا خیال رکھیں اور اس ضمن میں ممنوع باتوں سے اجتناب بھی کریں مگر ان کے بعد آنے والے لوگ ان چیزوں کو سمجھ نہ پائیں گے۔ وہ ان کاموں کے اس طرح وارث بنیں گے گویا کہ یہ امت کا لازمی حصہ ہیں جبکہ ہر وہ بات جسے شریعت نے لازمی قرار نہیں دیا اگر اسے لازم سمجھ لیا جائے تو گویا اسے شریعت کا درجہ دے دیا گیا۔ لہذا ہر ایسا کام جسے شریعت نے فرض نہیں کیا لوگ اسے اپنے

آپ پر لازم کر لیں تو یہ ایک نئی شریعت سازی ہوگی۔ اب اس کا نام چاہے عید رکھ لیا جائے یا اسے کسی دن سے موسوم کیا جائے یا ہفتہ مہینہ سے۔ یا کسی جشن یا تہوار کے نام سے یاد کیا جائے۔ بہر حال نام کوئی بھی رکھ لینے سے حقیقت تبدیل نہیں ہوگی۔ اہل علم کے نزدیک یہ تمام کام ممنوع ہیں اور منوعہ عیدوں کے زمرے میں آتے ہیں۔

۱۲) سحری چھوڑنا۔ بغیر سحری کے روزہ رکھنا بھی کفار سے مشابہت ہے۔ جیسے یہودی اور دوسرے اہل کتاب کرتے ہیں کہ وہ سحری کا کھانا نہیں کھاتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَضْلُ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكَلُهُ السَّحُورِ))

(صحیح مسلم، حدیث: ۱۰۹۶)

”اہل کتاب اور ہمارے روزوں میں فرق سحری کے کھانے کا ہے۔“

افسوسناک بات یہ ہے کہ آج کل اکثر مسلمان اس نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ خاص طور پر ایسے افراد جو رات دیر گئے سوتے ہیں اور سونے سے پہلے کھانا کھا لیتے ہیں یا بسا اوقات نہیں بھی کھاتے۔ رات دیر تک جاگتے رہنے کی وجہ سے جب سحری کا وقت قریب آتا ہے تو نیند ان کو آگھیرتی ہے لہذا سو جاتے ہیں اور سحری کا وقت نکل جاتا ہے۔ یہ لوگ بلاشبہ اپنے عمل سے جان بوجھ کر سحری چھوڑتے ہیں اور یہ جائز نہیں بلکہ کفار و یہود کا طریقہ ہے۔ اگر اس میں اور گناہ نہ بھی ہو پھر بھی پیارے پیغمبر ﷺ کے حکم کی مخالفت ہی ایک بہت بڑی غلطی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾

(النور ۶۳/۲)

”رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنہ میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب آجائے“

۱۳) افطار میں تاخیر کرنا: روزہ دار کے لیے افطار میں جلدی کرنا سنت ہے اس سے یہود و نصاریٰ کی

مخالفت ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَزَالُ الدِّينُ ظَاهِرًا مَا عَجَلَ النَّاسُ النَّاسُ الْفِطْرَ ، لِأَنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى يُؤَخِّرُونَهُ)) (أبو داؤد، حدیث ۲۳۵۳، ابن ماجہ، حدیث: ۱۶۸۹)

”دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود و نصاریٰ اس میں تاخیر کرتے ہیں۔“

افطاری میں تاخیر کی عادت بھی بعض لوگوں میں پائی جاتی ہے خاص طور پر رافضی شیعہ بکثرت ایسا کرتے ہیں۔ یہ لوگ مغرب کی نماز دیر سے ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح افطار میں یہاں تک تاخیر کرتے ہیں کہ آسمان پر ستارے چمکنے لگتے ہیں۔

کچھ لوگ بلاوجہ غیر ضروری احتیاط اور دین میں شدت پسندی کی بنا پر بھی اس کیفیت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ لوگ بسا اوقات موزن پر بھی بھروسہ نہیں کرتے۔ بلکہ آنکھوں سے ڈوبتا ہوا سورج دیکھ کر بھی تسلی نہیں ہوتی۔ نتیجہ کے طور پر افطار کا صحیح وقت گنوا دیتے ہیں۔ اور افطار میں تاخیر کر کے سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بہت احتیاط سے کام لیا ہے حالانکہ یہ سوائے شیطانی وسوسہ کے اور کچھ بھی نہیں کیونکہ اس وجہ سے ایک ممنوع فعل سرزد ہوا۔ جبکہ سنت نبوی تو یہ ہے کہ سحری تاخیر سے کی جائے اور افطار میں جلدی کی جائے۔ اور یہ بھی سنت مطہرہ سے ثابت ہے کہ یہود کے ہاں نماز مغرب اتنی تاخیر سے ادا کی جاتی ہے کہ آسمان پر ستاروں کے جھرمٹ جگمگانے لگتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا تَزَالُ أُمَّتِي عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤَخَّرُوا الْمَغْرِبَ إِلَى اسْتِيبَاكِ النُّجُومِ))

(أبو داؤد، حدیث: ۳۱۸، وابن ماجہ، حدیث: ۶۷۹)

”میری امت فطرت پر قائم رہے گی جب تک وہ مغرب کی نماز کو ستاروں کے چمکنے تک متاخر نہیں کریں گے۔“

اس کی وضاحت دوسری حدیث میں یوں آئی ہے کہ یہ یہودیوں اور عیسائیوں کی مشابہت ہے۔

۱۴) حائضہ عورت کو کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے اور ملنے جلنے میں بالکل الگ کر دینا یہ بھی یہود کی عادات میں سے ہے۔ وہ حائضہ عورت کے ساتھ نہ کھاتے پیتے ہیں اور نہ اٹھتے بیٹھتے ہیں بلکہ اسے گھر میں بالکل الگ کر دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔ جب مدینہ منورہ کے بعض مسلمانوں نے جو یہود کے ان افعال کو دیکھتے تھے آپ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ)) (مسلم حدیث: ۳۰۲)

”جماع کے علاوہ ہر قسم کا میل ملاپ رکھو۔“

۱۵) سورج کے طلوع و غروب ہونے کے اوقات میں نماز سے ممانعت اس لیے ہے کہ کافر سورج کے طلوع و غروب کے وقت اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتَّى تَرْتَفَعَ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ حِينَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَ حِينَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ))

(صحیح مسلم، حدیث: ۸۳۲)

”صبح کی نماز پڑھ لو تو پھر ہر قسم کی نماز سے رکے رہو یہاں تک کہ سورج طلوع ہو کر بلند ہو جائے پس جب یہ طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر اسے سجدہ کرتے ہیں۔“

اور ایسا ہی آپ ﷺ نے اس کے غروب ہونے کے متعلق بھی فرمایا۔

۱۶) تعظیماً کھڑے ہونے سے ممانعت خاص طور پر جب وہ شخص کہ جس کے لیے تعظیماً کھڑا ہوا جا رہا ہے کسی بلند مقام و مرتبہ کا مالک ہو یا بڑے لوگوں میں سے ہو تو اس کے لیے کھڑے ہونا جائز نہیں۔ بہت سی احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان اپنے دامن میں بہت احتیاط لیے ہوئے ہے جس میں آپ نے اس بات سے منع فرمایا کہ امام بیٹھ کر نماز پڑھائے اور مقتدی پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔ جب امام کو کوئی ایسا عارضہ یا تکلیف ہو کہ اس کے لیے کھڑے

ہونا ممکن نہ رہے تو آپ ﷺ نے یہ طریقہ بتایا ہے کہ مقتدی بھی بیٹھ جائے۔ یہ اس لیے کہ ایسا نہ کرنے سے کہیں عجمیوں کی مشابہت اور نقل و تقلید لازم نہ آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِذَا صَلَّى الْاِمَامُ جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا ، وَاِذَا صَلَّى الْاِمَامُ قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا ، وَلَا تَفْعَلُوْا كَمَا يَفْعَلُ اَهْلُ فَارَسٍ بِعَظْمَانِهَا))

(أبوداؤد ، حدیث ۶۰۲ ، وابن ماجہ ، حدیث : ۱۲۴۰)

”جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو اور امام کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اس طرح مت کرو جس طرح اہل فارس اپنے عظماء و اکابر کے ساتھ کرتے ہیں۔“
ایک دوسری روایت میں آپ نے فرمایا:

((وَلَا تُعْظَمُوْنِيْ كَمَا تُعْظَمُ الْاَعَاجِمُ يَعْظُمُ بَعْضُهَا بَعْضًا)) (أبوداؤد ، حدیث : ۵۲۳۰)

”میری تعظیم میں اس طرح مت کرنا جیسے اہل عجم آپس میں ایک دوسرے کی تعظیم کرتے ہیں“
اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس وقت متنبہ فرمایا جب کھڑے نہ ہو سکنے کی وجہ سے آپ بیٹھ کر نماز پڑھانے لگے اور صحابہ رضی اللہ عنہم پیچھے کھڑے ہو گئے تو آپ نے فرمایا:

((اِنْ كُدتُمْ اَنْفَاقًا لِتَفْعَلُوْنَ فَعَلُ فَارَسٍ وَالرَّوْمِ يَقُوْمُوْنَ عَلٰی مَلُوْكَهْمُ وَهَمْ قَعُوْدٌ))

(صحیح مسلم ، حدیث: ۴۱۳)

”ابھی ابھی تم نے اہل فارس اور اہل روم جیسا کام کرنا چاہا کہ وہ اپنے بادشاہوں کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور ان کے ملوک و بادشاہ بیٹھے ہوتے ہیں۔“

①۶ میت پر نوحہ کناں ہونا اور مرنے والے پر چیخ و پکار کے ساتھ ماتم وغیرہ پنا کرنا جو جاہلیت کا خاصہ ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ مِّنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ ، وَشَقَّ الْجِيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ))

(صحیح بخاری، حدیث: ۱۲۹۷)

”وہ ہم میں سے نہیں جو اپنے رخسار پیٹے، گریبان چاک کرے اور جاہلیت کی طرح پکارے۔“
بہت سے مسلمان آج اس عادت بد کا بھی شکار ہیں۔

①۸ حسب و نسب پر فخر کرنا اور دوسروں کے نسب پر طعنہ زنی کرنا، ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا یہ سب جاہلیت کے افعال شنیعہ ہیں جن سے نبی ﷺ نے منع فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

((أربع في أمتي أمر الجاهلية لا يتركونهنّ الفخر في الأحماس ، والطعن في الأنساب ، والاستسقاء بالنجوم ، والنياحة)) (صحیح مسلم، حدیث: ۹۳۵)

”چار کام جاہلیت کے ایسے ہیں جو میری امت میں پائے جائیں گے اور وہ انہیں چھوڑیں گے نہیں۔“

(۱) حسب و نسب پر فخر (۲) حسب و نسب میں طعن درازی (۳) ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا (۴) نوحہ و ماتم کرنا

①۹ قوم، مذہب، وطن یا کسی علاقائی بنیاد پر جاہلی عصبیت کے شجر خبیثہ کی آبیاری کرنا۔ ہر وہ عصبیت اور نسبت جس کی اساس اسلام کے علاوہ فخر و غرور اور تعصب و تنگ نظری ہو وہ جاہلیت کے افعال میں شمار ہوگی۔ جیسے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((ليس منّا من دعا الى عصبية ، وليس منّا من قاتل على عصبية ، وليس منّا من مات على عصبية))

”وہ ہم میں سے نہیں جس نے عصبیت کی دعوت دی۔ اور وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی خاطر لڑا، اور وہ ہم میں سے نہیں جو عصبیت پر مرا۔“ (أبو داؤد، حدیث: ۵۱۲۱)

”عصبیت ان بڑے امور میں سے ایک ہے جن سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔ ماضی اور حال

میں مسلمان کثرت سے اس کا شکار ہوئے۔ یہ عصبیت ہی کا بدترین بیج ہے جس کی کاشت سے آج مسلمان فتنوں کا شکار ہیں۔ اور اس کے وجود خبیث نے مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے انہیں ایک قوم سے مختلف قوموں میں بانٹ دیا جس کی بنا پر مسلمان دنیا میں مختلف ممالک کی تنگ سرحدوں میں محصور ہو کر رہ گئے ہیں۔ اور اس نے اسلامی وحدت کو ختم کر کے امت مسلمہ کو مختلف گروہوں اور ٹولیوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا۔ آج کل کے واقعات نے واضح کر دیا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان جاہلی عصبیت کو بھڑکانے میں قومیتیں کس طرح اثر انداز ہوئیں ہیں۔ صرف قومیت کی بنیاد پر ظالم کی مدد کی جاتی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ اس سے منع فرما چکے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((من نصر قومه على غير الحق ، فهو كالبعير الذي ردّي فهو ينزع بذنبه))

(أبو داؤد ، حدیث : ۵۱۱۸)

”جس نے اپنی قوم کی بغیر حق کے مدد کی وہ اس بے کار اونٹ کے مانند ہے جسے اس کی دم سے پکڑ کر کھینچا جاتا ہو۔“

۲۰ دسویں محرم یعنی صرف یوم عاشور کا روزہ رکھنا۔ کیونکہ یہود اس طرح کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((صوموا یوم عاشوراء وخالفوا الیہود ، صوموا قبلہ یومًا أو بعده یومًا))

(صحیح مسلم حدیث : ۱۱۳۳، و مسند احمد : ۲۴۱/۱)

”عاشور کے دن کا روزہ رکھو اور اس میں یہودیوں کی مخالفت کرو یعنی عاشورہ سے ایک دن پہلے یا بعد میں بھی روزہ رکھو۔“

۲۱ عورتوں کا اپنے بالوں کے ساتھ دوسرے بال ملانا یعنی اپنے بالوں کے علاوہ جو اللہ نے دیئے ہیں ان کے ساتھ نقلی بال استعمال کرنا جیسے یہودی کرتے ہیں۔ میرے خیال میں اس کی مثال وگ وغیرہ

کی صورت ہے کیونکہ یہ بالوں کے ساتھ ملانے ہی کی ایک شکل ہے جبکہ عورتیں اس سے اپنے طبعی بال بدل ڈالتی ہیں۔ ہاں اگر کسی عورت کے بالکل ہی بال نہ ہوں تو بعض اہل علم شوہر کے لیے بطور زینت وگ وغیرہ کے استعمال کی اجازت دیتے ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس عورت کے قصہ کے ضمن میں جو کہ بال ملاتی ہے ایک حدیث منقول ہے:

((اِنَّمَا هَلَكْتُ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذُوا هَٰذِهِ نِسَاؤَهُمْ))

(صحیح مسلم، حدیث: (۲۷۴۲))

”بیشک بنی اسرائیل ہلاک ہو گئے جب ان کی عورتوں نے مصنوعی بال لگانے کو اپنا وطیرہ بنایا۔“

اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

((مَا كُنْتُ أَرَى أَنْ أَحَدَ يَفْعَلَهُ إِلَّا الْيَهُودَ)) (اقتضاء الصراط المستقیم: ۱/۲۵۳)

”میں نے سوائے یہود کے اور کسی کو ایسا کرتے نہیں دیکھا“

۲۲) دلوں کی قساوت اور سختی کا یہ حال ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات اور ذکر پاک سے بھی دل میں خوف پیدا نہ ہو بلکہ دل خشوع و خضوع سے خالی رہے۔ یہ یہودیوں ہی کے خصائل ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔ فرمان ربانی ہے:

﴿ اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ ءَامَنُوا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ اُوتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ﴾

(الحدید ۱۶/۵۷)

”کیا ایمان لانے والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں اور ان کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی پھر اگر لمبی مدت گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے۔“

مذکورہ آیت میں اہل کتاب کا تذکرہ کیا گیا ہے اور جن کو کتاب دی گئی تھی وہ یہودی اور عیسائی ہی ہیں۔

۲۳) رہبانیت اور دین میں تشدد عیسائیوں کے خصائل و عادات میں سے ایک بڑی عادت یہ رہی ہے کہ وہ دین میں غلو کرتے ہیں۔ اللہ کی نازل کردہ شریعت میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ وہ شرعی امور عبادات و عقائد سے متعلق ہوں یا ان کا تعلق احکامات سے ہو۔ مثلاً تمام چیزوں سے قطع تعلقی کر کے اپنے آپ کو صرف عبادت میں لگا لینا، حصول رزق کے لیے ہاتھ تک نہ ہلانا جہاد چھوڑ بیٹھنا، سفر تک نہ کرنا، حلال اور جائز چیزوں کا استعمال دینداری سمجھتے ہوئے ترک کر دینا^⑤ یا دین میں یوں تشدد اختیار کرنا کہ آدمی اعتدال کی راہ سے جو کہ خالص اسلام کی راہ ہے ہٹ جائے۔ اور رہبانیت جیسا کہ آپ جانتے ہیں عیسائیوں کے افعال میں سے ہے اور اللہ اور اس کے رسول منع فرما چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ

((لَا تَشْدُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ فَيَشْدُدَ عَلَيْكُمْ فَإِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ فَتَلَكَ بِقَايَاهُمْ فِي الصَّوَامِعِ وَالْدَّيَارِ رَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ))
(أبو داود ، حديث : ٤٩٠٤)

”اپنے آپ پر سختی مت کرو ورنہ اللہ بھی تمہارے اوپر سختی کر دے گا۔ پس ایک قوم نے اپنے اوپر سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر سختی کر دی۔ پس یہ گر جا گھر اور عبادت گاہیں ان کی باقیات ہیں انہوں نے رہبانیت کو اختیار کر لیا جو ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی۔“

برادران اسلام! مختصر یہ کہ مشابہت کا موضوع اہم ترین اور نازک موضوعات میں سے ایک ہے جو مسلمانوں کے خصوصی اہتمام اور توجہ کا متقاضی ہے کیونکہ آج کے دور میں بہت سے مسلمان مشابہت کی ان اقسام کا شکار ہیں جو دینی اعتبار سے انتہائی مذموم ہیں۔ بلکہ بعض گروہ تو اس مشابہت کی بنا پر بدعت

⑤: رہبانیت کی بعض صورتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خوشخواہ جائز اور مباح چیزوں کو چھوڑنے پر اصرار کیا جائے اور اسے دینداری سمجھا جائے جیسے جوتے نہ پہننا، سواری کے لیے کار و غیرہ استعمال نہ کرنا اور اس طرح کی دوسری مصنوعات جو جائز ہیں ان سے کنارہ کشی کرنا۔

نے فرمایا:

وگراہی اور کفر و شرک کی راہ پر چل نکلیں ہیں۔ اگرچہ یہ مشابہت کا مرض کوئی نیا تو نہیں مگر جس کثرت سے مسلمان آج کے دور میں اس مرض میں مبتلا ہوئے ہیں اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔

آج ہم مسلمانوں کو اکثر معاملات میں دوسروں کی تقلید کرتے ہوئے پاتے ہیں سوائے ان کے جنہیں اللہ پاک اس بیماری سے محفوظ رکھے۔ بہر حال یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ مسلمان اکثر معاملات میں کفار کے نفال اور پیروکار بنے ہوئے ہیں اور یہ پیروی جزوی طور پر عبادات کی کسی ایک قسم یا عادات وغیرہ میں سے کسی مخصوص عادت تک محدود نہیں بلکہ یہ تو ایسا زہر قاتل ہے جس نے پورے کارواں حیات کو مسموم کر کے رکھ دیا ہے۔ اندھی تقلید و پیروی کا یہ مرض زندگی کے بیشتر پہلوؤں کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے۔ اس کا تعلق عقائد و شریعت سے بھی ہے اور عادات و اطوار سے بھی۔ یہ انداز فکر پر بھی حاوی ہے اس نے اخلاق و معاشرت کو بھی تباہ کیا ہے۔ تعلیمی میدان بھی اس سے محفوظ نہیں۔ اور معیشت و سیاست بھی اس کی زد میں ہیں۔ درآمد شدہ خود ساختہ قوانین اسی کا زہر یلا پھل ہے۔

شرعی احکامات میں اللہ کے دین سے بغاوت اور اس کی حاکمیت تسلیم کرنے سے فرار بھی اسی کا نتیجہ ہے۔ اسی وجہ سے اکثر مسلمان جماعتوں اور ممالک کا یہ حال ہے کہ جس طرح انہیں اپنے فیصلوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی رجوع کرنا چاہیے اس سے کہیں زیادہ وہ کافر ممالک اور تنظیموں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ پھر احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور عادات و اخلاق، طور و اطوار، طرز معاشرت، رہن سہن اور لباس وغیرہ میں اپنے دین سے راہنمائی لینا ضروری نہیں سمجھتے۔ بلکہ بعض مسلمان ممالک ایسے بھی ہیں جہاں کافرانہ عادات و خصائل بنیادی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ جہاں سنت مطہرہ ایک اجنبی چیز ہو کر رہ گئی ہے جس پر عمل تو شاذ و نادر ہی نظر آئے گا اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے تقریباً سبھی واقف ہیں۔ ہم اس پاک سرزمین یعنی مملکت سعودی عرب میں دیکھتے ہیں کہ

الحمد للہ اکثر مسلمان ظاہری عادات و اطوار میں اسلام پر کاربند ہیں۔ اسی طرح احکام و نظام اور اخلاق و عادات بھی بہت حد تک اسلام کے مطابق ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جس کی حفاظت اور شکر ہماری ذمہ داری ہے۔

آخری بات

میں خود اپنے آپ کو اور اپنے بھائیوں کو تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کے ساتھ ساتھ یہ کہوں گا کہ مسلمانوں سے خیر خواہی کی جائے اور جس حالت میں وہ مبتلا ہو چکے ہیں اس سے انہیں نکالنے کی کوشش کی جائے۔ اسی طرح عقیدہ توحید، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا قیام، حدود پر عمل اور شریعت مطہرہ کا نفاذ جو کچھ ہمارے پاس اس ملک میں موجود ہے اس کی قدر کرتے ہوئے حفاظت کریں۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ اپنی جانب مشابہت و تقلید کے اس بڑھتے ہوئے تباہ کن سیلاب کو روکنے کے لیے اسلامی طرز معاشرت کا مضبوط بند باندھیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ایمان کی زندگی عطا فرمائے اور ایمان پر ہی ہمارا خاتمہ ہو۔ ہمیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ اٹھائے۔ صراط مستقیم کی طرف ہماری رہنمائی فرما کر اپنے غضب کا شکار ہونے والوں اور گمراہوں کے راستہ سے بچائے۔

صلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ واجمعین .

خالصتہ اللہ کی رضا کے لیے انٹرنیٹ پر شائع کیا:

مسلم ورلڈ ویڈیو پروسیسنگ پاکستان